Vol. 7 No.2 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

ریاض حسین چودھری کی شاعری میں علامت نگاری

Symbolism in Riaz Hussain Chowdhury's Poetry

ڈاکٹر الماس خانم

ایسوسی ایٹ پروفیسر

شگفتہ عثمانی

پی ایچ ڈی سکالر

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور۔

Dr. Almas Khanum

Associate Professor

Government College University Lahore.

Shagufta Usmani

Ph.D Scholar

Government College University Lahore.

Riaz Hussain chaudhry is one of the most famous Naat's poet of urdu literature . It is to worth mentioning that Riaz Hussain chaudhry is a poet of unique norms of religious poetry. He deliberately experience to communicate his emotions, school of thought with remararkable poetic virtue of symbolism with due boundries of religon. The main purpose of study is to reveal symbolism in his Naat book Abroye Ma.

کلیدی الفاظ: آبروے ما۔ قلم۔ روشنی۔ شبستان۔ چشمِ تر۔ حرف تازہ۔ بہار۔ بادِ بہاری. توصیف کی شبنم۔

Riaz Hussain chaudhry-Poet- symbolism.

ریاض کا ''ریاض'' نصف صدی پر محیط ہے۔ اس دوران میں آپ دنیائے ادب سے ایک دن کے لیے بھی غیر حاضر نہیں رہے۔ ریاض حسین چودھری وطن کے ممتاز نعت نگار ہی نہیں معروف غزل گو بھی ہیں۔ آپ ۸ نومبر 1941 کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی الحاج چودھری عبدالحمید نامور صنعتکار اور تاجر تھے۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں مرے کالج میگزین کے دو سال مدیر رہے۔

آپ کالج کی بزم اردو کے صدر بھی تھے۔ 1963 میں مرے کالج ہی سے گریجویشن کیا۔ دو سال تک لاء کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور کے مجلے ''المیزان'' کے اردو سیکشن کے بھی مدیر رہے۔

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

ریاض کے تعلیمی سفر میں مرے کالج میں آسی رامپوری کی شخصیت ان کی ادبی تراش خراش اور سخن وری کی آبیاری کرتی رہی۔ریاض مرے کالج میگزین کے مدیر اور بزم اردو کے صدر رہے جو ان کی اردو ادب سے دلچسپی اور مہارت کا ثبوت ہے۔۔۔۔بار حلقہ ارباب ذوق کے سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے۔رائٹرز گلڈ سب ریجن کی سیکرٹری شپ بھی کرتے رہے۔

ڈاکٹر خورشید رضوی ان کے نعتیہ مجموعے ''آبروئے ما'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں۔''ریاض حسین چودھری ابتداء ہی سے اپنی فنی توجہ نعت گوئی پر مرتکز رکھے ہوئے ہیں اور اس میدان میں ان کی خدمات کا اعتراف قومی سطح پر کیا جا چکا ہے چنانچہ ان کے دو نعتیہ مجموعے ''رزق ثنا'' اور خلد سخن صدارتی ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں۔اس کے علاوہ حکومت پنجاب کی طرف سے سیرت ایوارڈ بھی ان کے حصے میں آیا۔جادہء نعت پر چودھری صاحب کا بے تکان سفر وفاداری و استواری کا اعلی نمونہ ہے۔

ریاض حسین چودھری نے 20 سے زائد مجموعے تقریباً ساٹھ ہزار اشعار اردو ادب کو دیئے ان میں سے چھ صدارتی و سیرت ایوارڈ کے حق دار ٹھہرے۔ان کی کتاب ''تمنائے حضوری'' بیسوی صدی کی آخری طویل نظم اور ''سلام علیک'' اکیسویں صدی کی پہلی طویل نظم ہے۔

35 سال کاروباری زندگی میں مصروفیت کے باوجود ان کا قلم مذہبی شاعری میں مصروف رہا پھر 1996 میں تحریک منہاج القرآن سیکریٹریٹ لاہور کے پندرہ روزہ ''تحریک'' کے دس سال تک مدیر اعلیٰ کے بھی فرائض سرانجام دیتے رہے۔

نئے علوم اور جدید سائنس نے بہت سے راز کھولے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہمارے ذہنوں میں چھپی دنیائیں ہیں۔جو ہمارے قول و فعل میں کسی نہ کسی انداز میں افشا ہو کر رہتی ہیں۔ہمارے رویوں کے مخصوص انداز، ماحول، حالات و واقعات کے تناظر میں جانے جا سکتے ہیں۔بعنیہ ہم ادبی دُنیا کے حساس ترین شعبے یعنی شاعری میں کسی بھی شاعر کے اس نفسیاتی رویے کو اس کے اندازِ بیان میں اس طرح تلاشنے کا کام کرتے ہیں کہ مذکورہ شاعر کا کلام دوسروں سے جُدا ٹھہرتا ہے۔گویا کلام شاعر اس کے ماحول، حالات و واقعات کا بہت حد تک پیغام رساں ہوتا ہے۔

''شاعر کن باتوں کا بار بار اعادہ کرتا ہے اور اکثر کن افکار کے گرد گھومتا ہے۔کلام کا تعلق شاعر کے ذہن سے کیا ہے۔'' ۱

ہر شاعر کا مخصوص علامتی پیرایہ ہوتا ہے جو اس کی داخلی دُنیا کے لیے خارجی لہجہ سمجھا جاتا ہے۔

ژنگ کے بقول'' علائم کی زبان وہ زبان ہے جس میں خارج کی دُنیا باطن کی دُنیا کی علامت ہے۔اور علامت ہماری روح اور ذہن کے لیے۔''

ژنگ علائم کے چار نفسی، معاشرتی، تاریخی اور ذاتی پہلو بیان کرتا ہے۔جو ماضی کی طرف مراجعت کرتے ہوئے مستقبل میں ہوتے ہیں۔فروم ابلاغ کی بنیاد روایتی، اتفاقی اور آفاقی بتاتا ہے۔'' ۲

''مرفی کے نظریے کے مطابق'' علامت ایک طرح کا اشارہ جو ہم دور افتادہ اشیاء کے لیے متعین کر لیتے ہیں۔تصوری و حقیقی دو سمتوں میں حرکت کرتے ہوئے یعنی ماضی سے مستقبل کی طرف۔مقصد نفسیاتی حالت کا ابلاغ ہوتا ہے۔'' ۳

ہر فرد کا علامتی پیرایہ (یعنی داخلی کائنات) دوسرے سے یکسر مختلف ہوتا ہے کیونکہ جو اشارات، کنایات اور تلازمات اور مہیج کسی فرد کے لیے فراہم ہوں وہ اس کی اپنی شخصیت کے آئینہ میں مختلف معنی کے حامل ہوتے ہیں بمقابلہ دوسرے شخص کی ساخت کے عادات اور رویوں کے یہ بات قابل ذکر ہے شاعر کا تخیل اُس کے جزبات اور شخصیت کا اظہار ہے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شاعر کے خیالات اُس کے تجربات، مشاہدات، دروں بینی کی تشکیل پذیری ہے جو وہ اپنی قابل رسائی کائنات، اپنی تہذیب، اپنے مذہب یا جغرافیائی سیاسی، معاشی اور معاشرتی رویوں سے حاصل کرتا ہے۔وہ اپنے جذبات و احساسات کو بیان کرنا چاہتا ہے تخلیقی عمل اس کی خلقت میں ہے جو اسے ہر لمحے بے چین رکھتا ہے۔اور اپنے احساس کے تموج کو مختلف اصنافِ شعری میں راہ دیتا ہے کہیں حمد، نعت، قصیدہ، مثنوی رباعی، مسدس، مخمس تو کہیں منقبت اور مرثیہ دکھائی دیتے ہیں۔متنوع عناصر کا تال میل، تازگی، شیفتگی، شگفتگی

Vol. 7 No.2 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

اثرآفرینی، ندرت خیال، صفائی، شستگی، فصاحت وبلاغت، موسیقیت، تغزل کو علامتی پیرایہ میں ایک مکمل تخلیقی عمل بناتا ہے۔ شاعر کا تخیل ہی وہ قوت ہے جو معلومات کے ذخیرے کو ایک نئی ترتیب دے کر نئی صورت بخشتی ہے دلکش پیش کش تخیل کو خیال سے نکال کر اسلوب میں کارفرما دکھائی دیتی ہے۔ شاعری کو اگر مذہبی اصناف میں دیکھیں تو علامتی پیرایہ خاص معنویت لیے ہوتا ہے۔ اب وہ علامتیں آفاقی ہوں یا جغرافیائی شاعر کے مشاہدات و تجربات کی عکاس ہوتی ہیں۔ اس کی تشکیل پذیری میں معنوی درون بینی کا رنگ بہت وضاحت سے دکھائی دیتا ہے۔ ریاض حسین چودھری کی کتاب آبروئے ماجوان کا دسواں نعتیہ صدارتی وسیرت ایوارڈ یافتہ مجموعہ ہے جس کا حرفِ آغاز ڈاکٹر خورشید رضوی کے قلم سے لکھا گیا۔ علائم نگاری کے باب میں اس مجموعہ نعت کا تنقیدی جائزہ پیش ہے۔ تخلیقی عمل سے گذرتے شاعر کا ہر لفظ اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ وہ اس کی ذات اور مہارت کا عکس ہو۔ لفظوں کا انتخاب واستعمال، جذبات کو تموج، احساس کا تحرک اور شعور کی رواس تخلیقی عمل کا یوں معمول بن جائے کہ حسن شعری ایسا اسلوب بنے جو پیرایۂ اظہار کے اس روپ کی ڈھلک ہو جو حسی نعت کی معنوی تہوں کی جڑت سے تشکیل پائے۔ مرصع ساز لفظوں کا ایسا نگینہ جڑے جس کی ہیت وتیکنیک میں کسی قسم کا بدلاؤ، تغیر شاعر کے تخلیقی عمل کو تقریباً ختم کردے۔

احمد ندیم قاسمی نے ریاض حسین چودھری کے بارے میں لکھا ریاض حسین چودھری بھرپور غزل گو شاعر ہے۔ جو روایتی غزل گوئی سے مذہبی اصناف کی غزل گوئی کی طرف آیا۔ اس نے حمد لکھتے ہوئے عنوان ضرور دیا اُس کے علاوہ تمام مذہبی اصناف پر طبع آزمائی کسی اسم سے موسوم کیے بغیر کی۔ ایک ابر مسلسل کی طرح رسمیات سے ہٹ کر نئے معنوی درواکرتے ہوئے فن شعری سے آراستہ غزل گوئی کی۔ ان کی غزل میں لسانی وکیفیاتی نغمگی، جذباتی و تصوراتی پروازیوں محسوس ہوتی ہے کہ یہ سب اُن کے نفس ناطقہ میں ودیعت کردیا گیا ہے۔

باالفاظ دیگر وہ فن شعری کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ اُن کے نعتیہ یا مذہبی اصناف پر مشتمل مجموعہ ہائے کلام کو مذہبی رنگ کے ساتھ ساتھ ادبی قدروں کی کسوٹی پر بھی جانچا جاسکتا ہے۔ آبروئے ما کا آغاز جس حمدیہ کلام سے ہے اس کے مناجاتی لہجے میں علامتی پیرایہ دیکھیں۔

تیرے دربار میں جرءات کسے ہے لب کشائی کی

خدائے لم یزل، مجھ بے زباں کو چشمِ تر دینا4

تینوں خط کشیدہ کائناتی علامتیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں شاعر نے اُنھیں وہ مناجاتی لہجہ عطا کیا جو رب کی رحمت کو جوش میں لے آئے۔ بے زباں، بے بسی، درد کی انتہا کو پہنچا شخص بھیگی آنکھوں سے درد کی کیفیت کو جس طرح بیان کرسکتا ہے شاعر نے دعا کرتے ہوئے اس علامتی لہجے کو لفظوں میں یوں پرویا کہ جو انسان کی بے بسی اور رب کی شان و عظمت دونوں کو بیان کرتے ہیں۔ دعا میں خشیتِ الٰہی کے وجود کے ثبوت کے لیے چشمِ تر مانگنا، انسان کی بے بسی کے لیے بے زباں ہونے کا اعتراف وہ انداز ہے۔ جسے شاعر نے اپنے فن میں ایسا استعمال کیا کہ اس نے شعری حُسن کو بڑھانے میں اپنا کردار بخوبی نبھایا۔ شاعر نے دُعا کرتے ہوئے چشمِ تر مانگی کہ رب کے دربار میں بولنے کی جرأت کسی کو نہیں۔ بے بس، بے زباں کے آنسو انسانوں کو ہلا دیتے ہیں وہ تو کریم آقا ہے۔ شاعر نے دونوں انتہاؤں جس خوبصورت لڑی میں پرویا ہے ان کے لیے جو علامتی پیرایہ استعمال کیا وہ ریاض حسین کا خاصہ ہے۔

چشمِ تر کی علامت کو نعت میں استعمال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

چشمِ تر ہے منتظر سرکار کے ہر نقش کی

ذرہ ذرہ ہے مدینے کا جمال منتظر5

اس شعر میں چشمِ تر کا استعمال وفورِ شوق یا ناقابل بیان خوشی کے لیے ہے۔ ایک بالکل مختلف منظر نامے کا بیان ہے وہ چشمِ تر جو مدینے کا حسن و جمال دیکھنے کی منتظر ہے جب اسے نظروں کے سامنے پاتی ہے تو وہ بھیگی آنکھ نئی حسی معنویت کے لے اشارہ بن جاتی ہے۔ وفور شوق و مسرت سے بھیگی آنکھ

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

آقاﷺ کے دربار پر وقت گذارنے کے لمحات کے محسوس و محفوظ کرنے کو بڑی وضاحت سے دل چھو لینے والے پیرایے میں بیان کرنے کے لیے استعمال کی گئی۔

کلکِ ادب بنی کبھی کلکِ ثنا بنی
برسی جو چشم تر تو لبِ التجا بنی6

چشمِ تر کے تین وظائف ادب، ثنا اور لب التجا اس شعر میں استعمال کیے۔ ایک علامت کے ذریعے با ادب ہونے، کبھی ثناخوانی کرانے اور کبھی التجائیہ انداز کو اختیار کرنے سب کے لیے بڑی مہارت سے استعمال کی۔

ریاض حسین چودھری وہ مرصع کار جو علامتوں کے نگینوں کو اس طرح جڑتے ہیں کہ شعر جھلمل کرتے نظر آتے ہیں

اُن کی توصیف کے پھول رشکِ قمر
اُن کی توصیف کا ہے ادب روشن7

شعر میں مستعمل چاروں علامیتں جغرافیائی ہیں قمر اور روشنی ایک جگمگ منظر جالسی علامتیں ہیں آپﷺ کی تعریف و توصیف چاند اور روشنی یعنی دل کش، روشن مدحت کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کی گئیں۔ ادب سے مراد کسی زبان کا وہ ذخیرہ ہے جو اس کے ادیب اور شاعر جمع کرتے ہیں اور شاعر نے اُن کی تعریف کے پھولوں کو ایسا ادب کہا جو معطر و منور ہے جو زبان کے ادبی خزینے کو روشن مہکتا بنا دیتا ہے۔

اسلوب نعت مرسل ہے منفرد
تازہ حروف باب ثنا پر لکھے8

بابِ ثنا شاعر کی ذاتی علامت ہونے کے ساتھ ساتھ مذہبی رنگ بھی رکھتی ہے۔ تازہ حروف کی علامت کو دیکھیں تو یہ راز کھلے گا کہ آقاﷺ والصلوۃ والتسلیم کی نعت میں مشمولہ مستعملہ حروف کی تازگی لازوال ہے۔ وہ بابِ ثنا پر مشتمل باب کی تروتازگی کی علامت کے طور پر ہمیشہ شاداب رہیں گے۔ اس علامت تازہ حروف کا ایک اور منظر قرآن میں نظر آتا ہے اس ابدی پیغام میں نبی کریمﷺ کی شان و عظمت کا بیان جا بجا منفرد تازہ حروف میں نظر آتا ہے اس تناظر میں بھی اس علامت کو دیکھا جا سکتا ہے۔

آقا کے دربار سے وابستگی کو بیان کرنے کے لیے ریاض حسین نے لکھا ہے۔

نور و نکہت کی بکھر جاتی ہیں لاکھوں مشعلیں
جب تصور باندھتا ہوں آپﷺ کے دربار کا9

خط کشیدہ علامتوں میں نور آفاقی علامت جب کہ مشعل برصغیر کی جغرافیائی علامت جانی جاتی ہے۔ پھر تیسری علامت دربار جو خالصتاً ایسی جغرافیائی علامت جو مذہب سے بھی جڑت رکھتی ہے۔ شعور کی تیکنیک عموماً نثری ادب سے تعلق رکھتی ہے مگر مندرجہ بالا شعر مدینہ کا تصور یوں باندھتا ہے کہ شاعر اپنی رہائش گاہ میں بیٹھا 1985ء میں کیے حج و زیارت مدینہ کے تصور میں گم عالی شان دربار میں کھڑا محسوس کرتا ہے وہ نور نکہت بھرا منظر اُس کی ماضی سے مراجعت کو دکھاتا ہے۔ لاشعور میں بیٹھا وہ منظر اس کی آنکھوں سے جھانکنے لگتا ہے۔ شعر اس کے تجربے، مشاہدے میں موجود داخلیت کو بھرپور بیانیہ عطا کر رہا ہے۔

اسے سینے میں رکھوں، دل میں رکھوں، آنکھ میں ڈالوں
مرے ہاتھوں میں اک تصویر آئی ہے مدینے ا1

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

خط کشیدہ علامت جغرافیائی حد بندیوں سے ہٹ کر آفاقی رنگ رکھتی ہے کہ تصوری دنیا میں تصور سے آگے کی بات ہے۔ شاعر کا لہجہ سرشاری کی کیفیت کو بیان کر رہا ہے کہ مدینہ کی تصویر اُسے یوں بے خود کر دیتی ہے مدہوشی سی طاری ہو جاتی ہے تو اُس کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اُس تصویر کو کہاں رکھ لے۔ شاعر ان جذبوں کے اظہار کے لیے محض تصویر کی علامت کا استعمال کیا۔ استفہامیہ مکالمہ شاعر کی مسرت بے پایاں بیان کر رہا ہے دیار حبیب کو تو تصور ہی دنیا سے بے گانہ کر دیتا ہے تو تصویر مل جانا تو مرکز محبت کا سراغ ملتا ہے۔ جو محب کو ہوش و خرد سے بے گانہ کر کے رکھ دیتا ہے سو وہ سراپا سوال بن کر کہتا ہے اس تصویر کو کہاں رکھ لوں

چشم تر کا ایک استعمال دیکھیں

مواجھے میں بکھر جاتی ہیں دل کی دھڑکنیں میری
سلگ اُٹھتے ہیں آنسو چشم تر کی التجاؤں میں 12

یہاں شاعر آنسوؤں کی آگ جو التجاؤں کی صورت میں سُلگتی ہے وہ چشم تر ایک مختلف پیرایے میں لکھ رہا ہے مواجھے کی مذہبی علامت اور دل کو دھڑکنوں کا بکھر نا محبت کی انتہاؤں کو چھوتا وہ منظر ہے جس میں چشم تر میں آنسو سلگنے لگتے ہیں عشق محمد ﷺ میں ڈوبا ہوا امتی جب مواجھہ شریف پہنچتا ہے تو اس کے دل اور آنکھ گویا یکسو ہو کر کبھی بکھرتے اور کبھی عشق کی آنچ میں سلگتے التجا کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ریاض حسین چودھری نے تین چار علامتوں میں سارا حال لکھ دیا جوان کے علامتی پیرایہ کے بیان پر بھرپور مہارت کو ظاہر کر رہا ہے۔

اجازت ہو تو چشم تر رکھ دو خاکِ انور پر
رسول محتشم یا مصطفےٰ آیا ہوں چوکھٹ پر 13

مندرجہ بالا شعر میں شاعر چشم تر لے کر نبی کریم ﷺ کے دربار اقدس پر حاضر ہوتا ہے اور عرض گذاری کر رہا ہے کہ اس چشم تر کو عظمت اس وقت ملے گی جب اُسے خاک انور پر دربار عالی میں جگہ مل جائے اُس چوکھٹ پر آنکھوں کو رکھ دینا ہی آنکھوں کو تسکین پہنچانے کی وجہ بنے گا، وجہ سکون ہو گا۔ چشم تر کی اور خاک انور کی علامتوں کو جذبات کی عکاسی کے لیے رسول محتشم، محمد مصطفی کی ذاتِ عالی کے سامنے رکھتا ہے۔

آج بھی گرد انا دُھل جائے چہروں سے حضور ﷺ
ہے غبار فتنہ و شر میں مری بھی چشم تر 14

چشم تر کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ چہرے سے گرد غبار دُھو ڈالتی ہے لیکن یہاں شاعر اس علامت کو لکھ کر یہ کہتا ہے آقا ﷺ سے عرض کرتا ہے کہ دُنیا کے فتنوں اور شرور نے میری بھیگی آنکھوں میں اس طرح بسیرا کر لیا ہے کہ انا نے مجھے گرد آلود کر دیا ہے۔ آپ ﷺ سے التجا ہے میری مشکل کو آسان کر دیں۔ میں راہ راست پر آ جاؤں۔ اس شعر میں چشم تر ایک جداگانہ علامتی پیرایے کی حامل ہے۔

بوقت عدل محشر میں، فرشتو! تم غلاموں سے
کتابِ چشم تر کے ہر ورق کا حاشیہ مانگو 15

خط کشیدہ علامتیں گہری معنویت، معنوی تہہ داری لیے ہوئے ہیں۔ شاعر نے چشم تر کے لیے اشعاراتی لہجہ اختیار کیا کہ فرشتو تم محمد ﷺ کے غلاموں سے حشر کے میدان میں عدل کے وقت اُن کی بہتی آنکھوں، آنسوؤں میں چھپی محبتوں کی تعریف تفصیل اُن میں پوشیدہ رازوں کا کشف مانگنا کہ اُن کے پاس یہی سرمایہ ہے شاعر نے چشم تر کے وظائف کے لیے کتاب اور اس کے متعلقات کے استعاروں کا برجستہ استعمال کر کے رنگ تغزل بڑھا دیا۔

میں نے توصیفِ پیمبر کے جلائے ہیں چراغ
عجز کے پانی میں ڈوبا ہے انا کا چہرہ 16

Vol. 7 No.2 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

شعر میں مستعمل علامتی پیرایہ، استعارے اور نادر تجسیمی انداز کا حامل۔ شاعر نے اپنی نعت کے لفظوں کے لیے چراغ جو روشنی کا نشان، نور کا تکملہ ہے کو مستعار لے لیا۔ عجز کا پانی اور انا کا چہرہ کے لیے صنعت تجسیم کا استعمال کیا۔خط کشیدہ الفاظ کی بُنت بتاتی ہے کہ شاعر کے لیے نعت گوئی نہ صرف ہدایت کا راستہ، مینارہ نور ہے بلکہ انا کی بجائے عجز وانکساری کا بھرپور اظہار ہے۔دوسرے لفظوں میں نعت گوئی انسانوں کو انانیت اور تکبر کی بجائے عجز وانکساری کی راہ دکھاتی ہے۔

حرف تازہ میں معانی کا جہاں آباد ہو

مصرع تر میں جاری رہے خنک آب رواں 17

شعر میں خط کشیدہ علامتیں آفاقی ہیں اور ان کا برجستہ استعمال جیسا کہ شاعر نے کہا کہ میری نعت گوئی حرف تازہ ہی رہیں گے کہ آقا کا ذکر سدا رہنے والا ہے اور شاعر نے ان لفظوں کو اس پیرایہ میں لکھا اُن میں معانی کا ایک جہان آباد ہے۔تازگی، تابندگی، دفع تیرہ شبی، رفع درماندگی مصرع تر پر غور کریں تو دو باتیں ہیں ایسی بات جو آنکھ کو نم کرے دوسرے یہ کہ ہمیشہ تروتازہ رہنے والی بات۔ شاعر نے بھی لکھا ہے کہ ایسا تروتازہ کلام جس میں چلتے پانی (جو زرخیزی بخش سرد ہوتا ہے) جیسی خنک دل کو ٹھنڈ پہنچانے والی خاصیت رکھتا ہو وہ زندگی میں پر سکونیت لے آئے سو وہ اپنی زندگی کو نعت گوئی کے لیے وقف کر دینے کا خواہش مند ہے۔

ہوں بوقت نعت گوئی عشق کے محراب میں

خوشبوئیں ، جگنو، دھنک، باد بہاری, تتلیاں 18

شاعر کا قلم جغرافیائی علامتوں جو خط کشیدہ ہیں کے ذریعے اپنی مشق نعت گوئی میں (جو اس کا عشق ہے) یہ دعا کر رہا ہے کہ میرے عشق کے بیان میں خوشبو مہک اُٹھے، جگنو کی طرح راہ دکھاتے چمکتے حرف ہوں، دھنک کے سارے رنگ نعت میں دکھائی دیں، باد بہاری ان کو (خوشبو، چمک، رنگ) چار دانگ عالم میں پھیلا دیں۔تتلیاں جو عاشق ہیں پھولوں کی وہ ان پر منڈلاتی پھریں۔ بھرپور غزلیہ علامتی پیرایہ دکھائی دے رہا ہے۔

اسلوب نعت مرسل ہے منفرد

تازہ حروف باب ثنا پر لکھے رہے۔19

باب ثنا کی علامت شاعر کی اپنی ترکیب لفظی اسے بہت حد تک مذہبی علامت کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے دوسری تازہ حروف جو ریاض حسین کی نعتیہ شاعری کے لیے خاص ترشی ہوئی علامت ہے اور ادبی علامت (ادب سے متعلق) نعت کا ایک مخصوص لہجہ، دائرہ اور انداز ہوتا ہے سو اس باب ثنا کا ہر حرف ابدی تازگی کا نشان ہے کہ آقا کی مدح سرائی تو قرآن کی تقلید ہے جو منفرد بھی ہے اور ابدیت کا پیامی بھی۔ان علامتوں کو اس تناظر میں دیکھیں تو یقیناً نبی کریم ﷺ کی نعت جداگانہ اسلوب کا حامل ہے۔

نرگس، گلاب، لالہ و چنبیلی و کنول

میرے قلم میں سبھی سامان رنگ و بو 20

شعر کے علامتی زاویوں کو دیکھیں تو اک باغ دلکش کا نظارہ کو تراوٹ، تازگی اور دل کشی کا منظر نامہ دکھاتا ہے نعت میں لکھے حروف کہیں انتظار کی کیفیت تو کبھی خوشبو و رنگ کہیں درد کے داغ تو کوئی لفظ پاکیزگی کسی میں بانکپن دکھائی دیتا ہے۔ قلم وہ علامت جیسے آفاقی ہونے کا اعزاز حاصل ہے شاعر لکھتا ہے کہ میرے قلم میں وہ صلاحیت ہے کہ وہ گلزارِ نعت میں حروف کے رنگ و بو سے بھرے گل سپرد قرطاس کرتا ہے۔

توصیف کی شبنم ہو ہر پھول کے چہرے پر

پیراہن زم زم بھی لفظوں کا شبستان ہو 21

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

تعریف وتوصیف نبی ﷺ ریاض حسین چودھری نے اپنی زندگی کا وظیفہ بنالیا تھا۔اس شعر میں مستعمل جغرافیائی علامتوں سے واضح ہے کہ اُن کی خواہش تھی کہ ان کا ہر مستعملہ لفظ جس کے لیے انھوں نے پھول کے چہرے کی علامت کواستعمال کیاکہ وہ تروتازگی کے منبع گویا شبنم جیسے موتی ہوں وہ زم زم کے پیرہن کو بھی انھی معنوں میں لفظ کی معنویت کو بڑھانے کے لیے استعمال کر رہے ہیں کہ توصیف نبی کریم کی شبنم گویا لفظوں کے لیے زمزم کا لباس ہے جس سے لفظ بھی سکینہ حاصل کرتے ہیں اس بات کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ پھول کی علامت توصیف نبی ﷺ میں لکھے گئے لفظوں کے لیے چہرے ان کی بنائی ترکیبِ لفظی جس میں ان لفظوں کو جس شکل میں استعمال کیا گیا کو مجسم کرنے کے لیے لکھا۔ عشق کی نمی شبنم کے مماثل جب کہ پیراہن زم زم کی ترکیب شبنمی لہجے کی ارتقائی صورت ہے جو حروف تازہ کی تازگی کو تعریفِ نبی ﷺ کی شبنم سے نرمی وشادابی عطا کرنے کی کوشش کی تجیسمی صورت ہے اُن کے خیال میں لفظ اس سے بہتر مقام پر استعمال نہیں ہو سکتے یہاں معنویت کو تقویت دینے کے لیے شبستان کی علامت لکھی۔

چراغاں ہو رہا ہے میری پلکوں کے شبستاں میں
درِ سرکار کے منظر میری آنکھوں میں بستے ہیں22

شبستان کی علامت کا ایک اور رنگ سامنے لاتے ہوئے شاعر لکھتا ہے کہ میری پلکوں پر چراغاں (ایک جغرافیائی علامت) ہوا رہتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آقا کے در کا منظر اُس کی آنکھوں میں ایک روشن بستی کی طرح جگمگاتا ہے چراغاں اور شبستاں کی علامتوں نے قاری کے سامنے ایک نیر وتاباں منظر کھینچ دیا ہے۔ جو شاعر کی آقا ﷺ کے در سے جڑت کو ظاہر کرنے کا فریضہ بخوبی عطا کر رہا ہے۔

پتھر بھی پڑھ رہے ہیں قصیدہ حضور ﷺ کا
طیبہ میں دیکھے ہیں آثار زندگی 23

پتھر کی جغرافیائی علامت کو شاعر نے زندہ وجود کی طرح ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ مدینہ طیبہ میں آقا ﷺ کے قدموں تلے آنے والے پتھر بھی زندگی کے آثار رکھتے ہیں۔ وہ بھی آقا ﷺ کے تلووں کی نرمی کو محسوس کرتے رہے دوسری طرف وہاں موجود کچھ سنگ دلوں کی بات بھی کی جاسکتی ہے کہ وہ بھی آپ ﷺ کی شان کو تسلیم کرتے ہیں میثاقِ مدینہ کے فریقین پر نظر ڈالی جائے تو شعر کی گہرائی کو وضاحت کا باب کھلا ملے گا۔

کئی برسوں سے پیاسی ہے میرے آنگن کی ہر تتلی

- مری کشتِ ادب میں عشق کی کالی گھٹا اُترے۔24 مندرجہ بالا شعر میں خط کشیدہ جغرافیائی علامتیں خوبصورت بنت رکھتی ہیں جن کی مدد سے شاعر نے استمدادیہ لہجہ اختیار کیا جس میں دعا کی کہ اس کا ادبی سرمایہ عشق نبی کی گھٹا سے سیراب ہو جائے اس کے لہجے کی تشنگی بتا رہی ہے اس کے تخیل کی پیاس عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برستی گھٹا ہی بجھا سکتی جو اس کے من آنگن بھٹکتے لفظوں جن کے لیے وہ تتلی جو کلی کلی منڈلاتی ہے کی علامت استعمال کر رہے ہیں، توصیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکھا برس کر اسے سیراب کر دے۔۔ المختصر ریاض حسین چودھری نے اپنے شعری مجموعے آبروئے ما میں ایک بھرپور شعری اسلوب اپناتے ہوئے اپنے تخیل، جذبات اور شخصیت کا اظہار یہ دیا۔ علامتی پیرایہ میں اسے ایک مکمل تخلیقی عمل کو اپنی قوت متخیلہ کی مدد سے ان علائم کو ایک نئی ترتیب میں ڈھال کر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615
Vol. 7 No.2 2024

نئ صورت میں جلوہ پیرا کیا جو شاعر کے جداگانہ اسلوب کی علامت بن کر قاری کے ذہن میں انکے انفرادی لہجے کی گونج بن گئیں۔

Vol. 7 No.2 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

حوالہ جات

1. ڈاکٹر سلیم اختر،نفسیاتی تنقید،لاہور، مجلس ترقی ادب1982،ص:44
2. ڈاکٹر غلام نبی(مرتب)،اردو میں نفسیاتی تنقید،پونے،اصول پبلیکیشنز،2005،ص:130
3. ایضاص:134
4. ایضاص:139
5. ریاض حسین چودھری،زرمعتبر(فلیپ لاہور)
6. ریاض حسین چودھری،آبروئے ما،لاہور،القمرانٹرپرائزز،2014،ص:26
7. ایضاص:68
8. ایضاص:93
9. ایضاص:146
10. ایضاص:160
11. ایضاص:63
12. ایضاص:128
13. ایضاص:104
14. ایضاًص:120:
15. ایضاًص:222
16. ایضاًص:34
17. ایضاًص:114
18. ایضاًص:153
19. ایضاًص:155
20. ایضاًص:160
21. ایضاًص:78
22. ایضاًص:45
23. ایضاًص:101